وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور اچھے
کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً خدا کے فرمانبرداروں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابو جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین، سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان دام ظلہ

ناشر
منیجر مکتبۃ السبطین ۳۹۶ / ۹ ۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

[illegible]

کتاب مستطاب

احسن الفوائد
فی
شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے ایراد و شکوک و شبہات کو عقلی و نقلی اور علوم قدیمہ و جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

مع رسالۃ صدوق اہل العالمین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمہ

سرکار عمدۃ المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی پرنسپل

۲۹۶ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ثنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا
7/186

باب الاعتقاد في الظالمين

قال الشيخ ابو جعفر اعتقادنا فيهم انهم ملعونون والبراءة منهم واجبة قال الله عز وجل وما للظالمين من انصار وقال الله تعالى ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا اولئك يعرضون على ربهم ويقول الاشهاد هؤلاء الذين

اڑتیسواں باب ظالم لوگوں کے بارے میں اعتقاد

جناب شیخ ابو جعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ظالموں کے متعلق ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ ملعون اور رحمت خداوندی سے دور ہیں۔ ان سے بیزاری اختیار کرنا واجب ہے۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ ظالموں کے لئے (بروز قیامت) کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ جو شخص خدا پر جھوٹ بولے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ یہ لوگ جب خدا کے دربار میں پیش کئے جائیں گے۔ تو گواہ کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے

واللہ العالم و علمہ اکمل و اتم

قل یا ایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل۔

SIBTAIN.COM

اڑتیسواں باب ظالموں کے متعلق عقیدہ کا بیان

اس باب میں حضرت مصنف علامؒ نے چند امور ذکر کئے ہیں۔ (۱) ظالمین اور آئمہ طاہرینؑ کے معاندین سے بیزاری اختیار کرنا۔ (۲) منکرین امامت آئمہ کا انجام (۳) امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا حشر (۴) جناب سیدہ عالم کی تمام زنان عالم پر فضیلت (۵) قاتلین انبیاءؑ و آئمہؑ کا کفر۔ ہم ذیل میں ان تمام مسائل پر اور بعض دوسرے متعلقہ مباحث پر حسب گنجائش کسی قدر تفصیل سے تبصرہ کرتے ہیں۔

حق و باطل کی باہمی معرکہ آرائی

حق و باطل کی معرکہ آرائی اور رزم آرائی ابتدائے آفرینش کائنات سے جاری و ساری ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اور آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ ولا یزالون مختلفین الی یوم القیامۃ۔ دنیا میں ہر شے، ہر حقیقت اور ہر نظریہ کی ضد موجود ہے۔ جب یزدان و رحمن کے مقابلے میں اہرمن و شیطان کھڑا ہو گیا تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔ ہر خیر کے ساتھ شر اور ہر حقیقت کے ساتھ اس کی ضد موجود ہے۔

كي برابط وبينهم الا لعنة الله على الظالمين الذين يصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا وهم بالآخرة هم كافرون قال ابن عباسؓ في تفسير هذه الآية ان سبيل الله فيهذه المواضع علي ابن ابي طالب والائمة من كتاب الله عز وجل

پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے، جنہوں نے خدا کی راہ سے بندوں کو روکا اور اس میں کجی ڈالنے کی کوشش کی اور یہی لوگ آخرت کے منکر ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہاں سبیل خداوندی سے مراد حضرت امیرالمومنینؑ علی بن ابی طالبؑ اور دوسرے آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں۔ خدائے عزوجل کی کتاب میں

دین کے مقابلے کے لئے قابیل، موسیٰؑ کے لئے فرعون، اور محمد مصطفیٰؐ کے خلاف ابوجہل، ابوسفیان اور مسیلمہ کذاب وغیرہ موجود ہیں۔ اسی طرح حقیقی خلافت و امامت کے خلاف مصنوعی خلافت و حکومت موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اندر جتنے فرقے اور مذاہب اور جتنے فساد اس اختلاف کی وجہ سے ہوئے، اتنے اور کسی وجہ سے نہیں ہوئے۔ حقیقت نے ہمیشہ کذب کو راستے سے ہٹا دیا، خواہ اس کے سر پر کتنے ہی ہاتھ رہے، اور کذب نے حکومت کی آڑ میں کوئی ایسا ظلم نہیں تھا جو حق اور اہل حق پر نہ کیا ہو۔ اسی تنازعہ نے اسلام کے تمدن و نظام پر بھی بہت بڑا اثر ڈالا۔ اور یہی اختلاف تمام اختلافات اور فقہ اسلام کے احکام میں ترمیم و تنسیخ کا باعث بنا۔ جن لوگوں کو آنحضرتؐ کے انتقال پُرملال کے بعد اقتدار حاصل ہو گیا تھا، انہوں نے اسلامی امامت کو دنیاوی حکومت کے سانچے میں بدل دیا۔ اور اس تبدیلی کے لئے انہیں وہ تمام نظریات جن پر حقیقی امامت مبنی تھی بدلنے پڑے اور ان کے بدلنے کے ساتھ اسلام بدل گیا۔ غرض کہ بقول صاحب ملل و نحل امامت کا اختلاف امت اسلامیہ میں سب سے بڑا اختلاف ہے۔ اور مذہب تشیع و تسنن کا بنیادی نقطہ اختلاف بھی یہی تنازعہ ہے (فلسفہ اسلام)

امت اسلامیہ میں امامت کے دو سلسلے موجود ہیں۔ ایک وہ سلسلہ جلیلہ ہے جو حضرت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالبؑ سے شروع ہو کر امام مہدیؑ دوران صاحب العصر والزمان حضرت محمد بن الحسنؑ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور دوسرا سلسلہ جناب ابوبکر سے شروع ہو کر معلوم مروان الحمار یا منتصم عباسی یا کسی اور پر جا کر ختم ہوتا ہے؟ دیکھا جائے تو ان کی خلافت کے معیار ومدار کوئی نہیں ہے

ــــــــــــــــ

لہ تفصیل معلوم کرنے کے شائقین ہماری کتاب اثبات الامامت صفحہ ۱۳۳ کی طرف رجوع کریں۔ (منہ عفی عنہ)

اماماں امام الھدیٰ و امام الضلالۃ قال اللہ تعالیٰ وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا و قال اللہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیٰمۃ لا ینصرون واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیٰمۃ ھم من المقبوحین فلما نزلت ھذہ الآیۃ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ

دو قسم کے اماموں کا ذکر آیا ہے۔ ایک امام ہدایت۔ دوسرا امام ضلالت۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے۔ ہم نے انہیں ایسا امام بنایا ہے کہ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ نیز (ائمہ ضلالت کی مذمت میں) خدا فرماتا ہے۔ ہم نے انہیں ایسا امام بنایا ہے جو دوزخ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ قیامت کے روز ان کی امداد نہ کی جائے گی اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا رکھی ہے۔ اور بروز قیامت ان کا شمار بدترین لوگوں میں ہوگا۔ جب یہ آیہ نازل ہوئی کہ اس فتنہ سے ڈرو جو صرف انہی لوگوں کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں بلکہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا)

خلافت علیؑ کا اجمالی بیان

حضرات شیعہ خیر البریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ کے مطابق حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس خلافت کا اعلان دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر کیا (مسند احمد بن حنبل وغیرہ) اور آخر میں غدیر خم کے مقام پر سوا لاکھ کے مجمع میں آنجناب کو اپنا خلیفہ بلا فصل مقرر فرمایا اور ان کی بیعت کی رسم ادا فرمائی۔ اور اس درمیانی عرصہ میں بھی آنحضرت بار بار حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب اور ان کی برتری کا تذکرہ فرماتے رہے۔ اور واضح کر دیا گیا کہ ظاہری کی مع علم و نسب تصریح فرما دی۔ (جیسا کہ دستہ کے ذیل میں اس مطلب پر قبلاً تبصرہ کیا جا چکا ہے) آنحضرتؐ نے اپنے اس اسوۂ حسنہ سے واضح کر دیا کہ خلافت بالنص ہوتی ہے نہ بالاجماع وغیرہ۔ مگر افسوس حسب رسم قدیم ابناء دنیا نے ان واضح ارشادات کو نظر انداز کر کے آنحضرتؐ کی ظاہری مسند خلافت پر کسی نہ ہونے دیا اور زمام حکومت ایسے ہاتھوں میں دے دی جو کسی طرح بھی اس منصب الٰہی کے اہل نہ تھے۔ لہٰذا ان آئمہ طاہرین کی موجودگی میں ان لوگوں نے ظاہری خلافت و حکومت پر قبضہ کیا۔ ان کا یہ قبضہ حضرت علیؑ اور اولاد علی علیہم السلام کی نگاہ میں غصب و ظلامت تھا (والحق مع علی وعلی مع الحق) جیسا کہ یہ امر حضرت امیر المومنینؑ کے متعدد خطبات و ارشادات اور دوسرے آئمہ طاہرینؑ کے فرمودات سے واضح و عیاں ہے مثلاً خطبہ شقشقیہ میں آپ فرماتے ہیں۔ لقد تقمصھا فلان وھو یعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر (فلان یعنی خلیفہ اول نے قمیص خلافت کو زبردستی پہن لیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ مجھے خلافت سے وہی تعلق ہے جو قطب آسیا کو آسیا سے ہوتا ہے (میں اس بلند مقام پر فائز ہوں کہ) مجھ سے علم و معرفت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور کوئی پرندہ بھی پرواز کر کے میری بلندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۱۴ طبع مصر)

قال النبیؐ من ظلم علیاً مقعدی هذا بعد وفاتی فکانّما جحد نبوّتی ونبوّة الانبیاء من قبلی ومن تولّی ظالماً فهو ظالم قال الله عزّ وجلّ شانه یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولهم منکم فاولئک هم الظالمون وقال عزّ وجلّ یا ایها الذین آمنوا لا تتولوا قوماً غضب الله علیهم قد یئسوا من الآخرة کما

تو اس کی تفسیر میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری وفات کے بعد میرے اس مقام خلافت کے متعلق علیؑ ابن ابی طالبؑ پر ظلم کرے گا تو گویا اس نے میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا اور جو شخص کسی ظالم سے محبت رکھے یا اس کو ولی بنائے وہ خود بھی ظالم ہے (اس سلسلہ میں) خدا فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنے ان باپ بھائیوں سے محبت اور دوستی نہ رکھو جو ایمان کے مقابلے میں کفر کو ترجیح دیتے ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ بھی انہی ظالموں میں سے ہوگا۔ نیز خدا فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اس گروہ سے محبت نہ کرو جس پر خدا غضب ناک ہے۔ وہ آخرت سے اسی طرح مایوس ہیں جیسے

SIBTAIN.COM

ائمہ اہل بیتؑ اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت

نہج البلاغہ میں ایک مکتوب ہے جو آپؑ نے معاویہ کے خط کے جواب میں ارسال فرمایا خلافت ثلاثہ کی ناپسندیدگی کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔ "و اما انکر و عتبہ فلا اعتذر الی الناس من ذلک" یعنی باقی رہا میرا ان لوگوں کی خلافت کو ناپسند کرنا سو میں اس کی عذرخواہی لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتا۔ (آپ کا یہ خط نہج البلاغہ میں مذکور ہے) خلیفہ دوم کی وفات کے بعد جب مجلس شوریٰ میں عبدالرحمن بن عوف نے کتاب خدا و سنت مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ سیرت شیخین پر عمل کرنے کی شرط پیش کر کے خلافت جناب امیرؑ کے حوالے کرنا چاہی تو جناب امیرؑ نے تخت حکومت کو پانے کا انتظار کرتے ہوئے اگر سیرت شیخین پر عمل کرنے کی شرط کو قبول نہیں فرمایا (ملاحظہ ہو شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید وغیرہ) اس واقعہ سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ آنجنابؑ خلافت شیخین کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ بہرحال ان حقائق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ان لوگوں کو غاصب و جائر کہنا ایسا واضح تھا کہ خود ان لوگوں کو بھی اس حقیقت کا اعتراف تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ خلیفہ ثانی نے حضرت امیرؑ اور جناب عباسؓ کو خطاب کر کے کہا فرأیتماه کاذباً آثماً غادراً خائناً۔ تم دونوں مجھے جھوٹا، گنہگار، غدار اور خیانت کار سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ شخص مجھ سے بہتر تھا۔ (خلیفہ اول) تم دونوں اسے بھی ہمیشہ کاذب، آثم، خائن اور غادر سمجھتے رہے۔ (صحیح مسلم) حضرت امیرؑ اور جناب عباس کے سکوت نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ واقعاً وہ ان لوگوں کو ایسا ہی سمجھتے

يئس الكفار من اصحاب القبور و قال عز و جل لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك كتب في قلوبهم الايمان وقال الله تعالى ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدي القوم الظالمين وقال عز و جل ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من اولياء ثم لا تنصرون والظلم وضع الشيء في غير موضعه فمن ادعى

جس طرح کہ کافر لوگ قبروں کے مردوں سے مایوس ہیں۔ نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو لوگ خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو دشمنانِ خدا و رسول سے محبت کرتے ہوئے نہیں پاؤ گے۔ خواہ وہ ان کے باپ دادا یا بیٹے یا بھائی یا اپنے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے ان کے دلوں میں ایمان راسخ کر دیا ہے۔ نیز خدا فرماتا ہے تم میں سے جو شخص ان (ظالموں) سے دوستی رکھے گا وہ بھی انہیں میں شمار ہوگا۔ بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ اسی سلسلہ میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تمہیں بھی آتشِ دوزخ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور خدا کے سوا تمہارا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ لغت میں کسی چیز کو اس کے اصلی مقام پر نہ رکھنے کا نام ظلم ہے۔ پس جو شخص امامت کا دعویٰ کرے

SIBTAIN.COM

تھے۔ اس حقیقت کو ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب اثبات الامامۃ میں ذکر کیا ہے۔ شائقین تفصیل اس کی طرف رجوع کریں۔ یہاں فقط اشارہ مقصود ہے۔ مگر زمانہ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ادھر حضرت امیرؑ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین اور قرآن کے پڑھنے میں مشغول رہے، ادھر آنجناب کا حق غصب ہو گیا اور (سقیفہ وغیرہ) کسی نے خوب کہا ہے ع

دانستہ کہ معذور تھا تو پیمبر • خلافت گذارد بآتش نشیند

برائت و بیزاری کا عقلی و نقلی ثبوت

چونکہ ہمارا عقیدہ و مسلک میں حق اہل بیت رسول کے ساتھ ہے۔ لہٰذا ان کی اقتداء و اتباع اور ان سے محبت و مودت رکھنا بھی فرض و واجب و لازم ہے اور یہ امر اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک ان کے مخالفین و معاندین سے علیحدگی و بیزاری اختیار نہ کی جائے۔ جس طرح کہ توحید و رسالت کا اقرار و اعتقاد اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک خدا و رسول کے بالمقابل جھوٹے مدعیان ربوبیت و نبوت کی ربوبیت و رسالت کا انکار کر کے ان سے بیزاری اختیار نہ کی جائے۔ اور یہی کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کا مفاد و ماحصل ہے۔ اور یہی عقیدہ فطرت سلیمہ کے عین مطابق ہے۔ اور چونکہ دین اسلام فطری دین ہے۔ لہٰذا یہی امر اس دین کا شعار اور اس عالم کے بالمقابل

الامامة وهو غیر امام فهو الظالم الملعون ومن وضع الامامة في غیر اهلها فهو ظالم ملعون وقال النبي من جحد علیا امامته بعدي فقد جحد نبوتي ومن جحد نبوتي فقد جحد الله ربوبیته وقال النبي یا علي انت المظلوم بعدي ومن ظلمك فقد ظلمني ومن انصفك فقد انصفني ومن جحدك فقد جحدني ومن والاك فقد والاني ومن عاداك فقد عاداني ومن اطاعك فقد اطاعني ومن عصاك فقد عصاني واعتقادنا

حالانکہ وہ امام نہ ہو تو وہ ظالم اور ملعون ہے۔ اسی طرح جو شخص بھی ظالم و ملعون ہے جو نااہل لوگوں کی امامت کا قائل ہو۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص میرے بعد حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا انکار کرے گا وہ ایسا ہے گویا اس نے میری نبوت و رسالت کا انکار کیا اور جو اس نے گویا خدا کی ربوبیت کا انکار کیا۔ نیز آنحضرت نے فرمایا یا علی میرے بعد تم پر ظلم و ستم کیا جائے گا۔ پس جو شخص تم پر ظلم کرے گا وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور جو تم سے انصاف کرے گا وہ مجھ سے انصاف کرے گا۔ جو تمہارا منکر ہوگا وہ میرا منکر ہوگا جو تم سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو تم سے دشمنی کرے گا وہ میرا دشمن ہوگا جو تمہاری اطاعت کرے گا وہ میرا اطاعت گزار ہوگا۔ اور جو تمہارا نافرمان ہوگا وہ میرا نافرمان ہوگا۔ ہمارا عقیدہ

SIBTAIN.COM

فطرت کے تقاضوں کا آئینہ دار ہے۔ کیونکہ یہ دین فطرت ہے۔ عقل سلیم و طبع مستقیم کے عین مطابق ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا جیسا کہ اس مطلب پر بعض سابقہ ابواب میں مفصل تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اسی لئے دین اسلام نے اس مسئلہ پر بہت زور دیا ہے۔ اور اب عقل و دانش پر مخفی نہیں ہے کہ عقل سلیم کا یہ فیصلہ ناقابل انکار ہے کہ سچا اور جھوٹا۔ عالم و جاہل۔ مومن و منافق۔ مسلم و کافر۔ ظالم و مظلوم۔ متکبر و متواضع اور متقی و بے دین گنہگار۔ غرضیکہ نیک و بد نیز متقی و عاصی اور جنتی و دوزخی ہرگز مساوی و برابر نہیں ہو سکتے۔ عقل سلیم کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ سچے سے دوستی اور جھوٹے سے بیزاری۔ عالم سے الفت اور جاہل سے نفرت۔ مسلم و مومن سے محبت اور منافق و کافر سے عداوت۔ مظلوم سے ہمدردی اور ظالم سے برأت۔ متقی سے لگاؤ اور گنہگار سے پرہیز۔ الغرض کہ سچے نبی و امام سے تولا اور ان کی اتباع و اقتدا اور جھوٹے مدعیان نبوت و امامت سے بغض و عداوت اور ان سے تبرا یعنی علیحدگی و بیزاری اختیار کرنا واجب و لازم ہے۔ کوئی ذوق سلیم و عقل مستقیم رکھنے والا انسان خواہ جس مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو بشرطیکہ تعصب و عناد نے اس کی عقل و فکر کو مسخ نہ کر دیا ہو وہ بلاشبہ مذکورہ بالا حقائق میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتا

فيمن جحد امامة امير المؤمنين علي بن ابي طالب والائمة من بعده عليهم السلام انه كمن جحد نبوة جميع الانبياء واعتقادنا فيمن اقر بامير المؤمنين وانكر واحداً من بعده من الائمة انه بمنزلة من اقر بجميع الانبياء وانكر نبوة نبينا محمدؐ وقال الصادق المنكر لآخرنا كالمنكر لاولنا وقال النبيؐ والائمة من بعدي اثنا عشر اولهم امير المؤمنين علي بن ابي طالبؑ وآخرهم المهدي القائمؑ طاعتهم طاعتي

اس شخص کے متعلق جو حضرت امیرؑ اور دیگر آئمہ طاہرینؑ کی امامت و خلافت کا منکر ہے یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کی مانند ہے کہ جس نے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو اور جو شخص حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی امامت کا تو قائل ہو، مگر دوسرے گیارہ اماموں میں سے کسی ایک کی امامت کا منکر ہو تو اس کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ایسا شخص اس آدمی کی مانند ہے جو تمام انبیاء سابقین کی نبوت کا اقرار کرتا ہو۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰؐ کی نبوت کا منکر ہو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص ہمارے آخری امامؑ کا انکار کرے وہ ایسا ہے گویا اس نے ہمارے پہلے امام کا انکار کر دیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے بعد میری مسند خلافت کے وارث (ائمہ) بارہ ہیں۔ ان میں سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ اور آخری حضرت مہدیؑ۔ قائم ہوں گے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت

گئے اصول میں تبریٰ ت کا حامل ہے۔ وہ بحمدہ تعالیٰ مذہب شیعہ خیر البریہ ہی ہے۔ اس لئے اس میں تولا اور تبرا کو جزو مذہب قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ نظریہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ ارشاد قدرت ہے لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین (سورۃ آل عمران پ ۳) یعنی اہل ایمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (سورۃ ممتحنہ پ ۲۸) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ خداوند عالم حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرماتا ہے کہ فلما تبین له انه عدو لله تبرأ منه (سورہ توبہ پ ۱۱) جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کا چچا آزر دشمن خدا ہے۔ انہوں نے فوراً اس سے بیزاری و علیحدگی اختیار کر لی۔ خدا ان کی مدح فرماتا ہے۔ ان ابراھیم لاواہ حلیم۔ بے شک ابراہیمؑ بڑے نرم دل اور بردبار ہیں تبرا و تولیٰ کی اس حقیقت سے کسی کو تسلیم کرنے میں ہرگز کوئی عقل سلیم آمادہ انکار نہیں کر سکتی۔ مگر افسوس پروپیگنڈا وغیرہ نے اس مسئلہ کو ہمارے خلاف عوام الناس میں کچھ اس طرح غلط فہمی پھیلائی گئی ہے کہ ان کے اذہان میں راسخ کر دیا ہے کہ تبرا کا مفہوم اصحاب رسولؐ کو سب و شتم کرنا ہے۔ حالانکہ ارباب علم و بصیرت جانتے ہیں کہ لغت عرب میں تبرا کا مفہوم ہے بیزار شدن یعنی کسی سے علیحدگی و بیزاری اختیار کرنا ہے۔ اور

وبمعصیتهم معصیتی ومن انکر واحدا منهم فقد انکرنی و قال الصادقؑ من شک فی کفر اعدائنا والظالمین لنا فهو کافر وقال امیر المؤمنینؑ ما زلت مظلوما منذ ولدتنی امی حتی ان عقیلا کان یصیبه الرمد فیقول لا تذرونی حتی تذروا علیا فیذرونی وما بی رمد واعتقادنا فیمن قاتل علیا قوله من قاتل علیا فقد قاتلنی ومن حارب علیا فقد حاربنی ومن حاربنی فقد حارب اللہ وقوله فی فاطمہؑ

اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے جو شخص ان میں سے کسی ایک کی امامت کا انکار کرے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے میری نبوت کا انکار کیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں جو شخص ہمارے دشمنوں اور جنہوں نے ہم پر ظلم کئے ہیں کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں میری ابتدائے ولادت سے برابر مجھ پر ظلم ہوتا رہا ہے یہاں تک کہ جب عقیلؑ کی آنکھوں میں درد ہوتا تھا تو وہ کہتے پہلے علیؑ کی آنکھوں میں دوا ڈالو۔ تب میں ڈلواؤں گا اس وقت میری آنکھوں میں دوا ڈال دی جاتی تھی حالانکہ میری آنکھوں میں قطعاً کوئی درد نہ ہوتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والوں کے متعلق ہمارا عقیدہ پیغمبرؐ کے اس ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ جو جناب علیؑ سے جنگ کرے وہ مجھ سے جنگ کرتا ہے اور مجھ سے لڑائی کرنے والا خدا سے لڑنے والا ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ جناب امیر المومنینؑ، حضرت فاطمہؑ

SIBTAIN.COM

سب وشتم کا مفہوم ہے دشنام دادن یعنی کسی کو گالی دینا و بینهما بون بعید - این هذا من ذالک

مذہب شیعہ میں کسی کو گالی دینا جائز نہیں

ہم کو بموجب ارشاد رب العزت ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا ؟ بغیر علم۔ کفار و مشرکین کو بھی سب وشتم کرنا ناجائز سمجھتے ہیں، چہ جائیکہ مسلمانوں یا اسلام کو سب وشتم کریں؟ اور لعنت جس کے معنی رحمت خداوندی سے دوری کے ہیں، اور تبرا جس کے معنی بیزاری اختیار کرنے کے ہیں، یہ اور چیز ہے جس کا جواز قرآن و حدیث اور اکابرین امت کے عمل سے ثابت ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ کوئی شخص اس وقت تک مرد ایمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ بانی اسلام ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو خدا کے بعد ہر شے سے حتی کہ اپنی جان و اولاد سے زیادہ عزیز و محبوب نہ سمجھتا ہو جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم اور خود آنحضرتؐ کا ارشاد ہے۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین

والحسن والحسين عليهم السلام انا حرب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم واما فاطمة صلوات الله وسلامه عليها فاعتقادنا فيها انها سيدة نساء العالمين الاولين والآخرين وان الله عز وجل يغضب لغضبها ويرضى لرضاها لان الله فطمها وفطم من احبها من النار وانها خرجت من الدنيا ساخطة على ظالميها وغاصبي حقها ومن نفى من ابيها ارثها وقال النبي ان فاطمة بضعة مني من آذاها فقد آذاني ومن غاظها فقد غاظني ومن

اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے۔ جو شخص تم سے جنگ کرے گا میری بھی اس سے لڑائی ہے۔ اور جو تم سے صلح کرے گا میری بھی اس سے صلح ہے۔ حضرت سیدہ عالم جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے بارہ میں ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ عالمین کی تمام اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ خداوند عزوجل ان کی ناراضگی سے ناراض اور ان کی رضا سے راضی ہوتا ہے کیونکہ اس نے ان کو اور ان کے محبوں کو اور ان کے شیعوں کو آتش جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ ہم اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئیں کہ آپ ان لوگوں پر ناراض تھیں جنہوں نے آپ پر ظلم و ستم کیا آپ کے حق کو غصب کیا اور میراث پدر سے محروم کیا۔ نیز جناب پیغمبر اسلام فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے در حقیقت مجھے اذیت دی جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور جس نے

(شرح) تمام صحابہ کرام جیسا کہ عمال وغیرہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی والد اس کے والد اور اس کے نفس بلکہ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ اور یہ اصول فطرت ہے کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوا کرتی ہے اس لئے دوست کا دوست دوست اور دوست کا دشمن دشمن سمجھا جاتا ہے۔ متنبی کہتا ہے۔

انی وان کان الذی حبیبہ ۔ حبیب الی قلبی حبیب حبیبی

مذہب شیعہ میں محبت صحابہ اصلاً جزو ایمان ہے

بنابریں یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ رسول کریم کے محبوب صحابہ سے بغض رکھا جائے لہٰذا کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام کی چند وجوہ سے محبت لازم ہے۔ ایک اس لئے کہ وہ مومن ہیں۔ وکل مومن اخوۃ۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔ مومن کی محبت مومن پر واجب و لازم ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام کی محبت مومن کا ایمانی فریضہ ہے۔ دوسرے اس لئے کہ صحابہ ناصر اسلام ہیں۔ اور ناصر اسلام ناصر رسول ہیں۔ ظاہر ہے کہ اپنے آقا و مولیٰ کے ناصر کی محبت فطرتاً لازم ہے۔ سوم اس لئے کہ صحابہ کرام جو مجاہد فی سبیل اللہ تھے محبوب خدا ہیں۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ۔ پس خدا کے محبوب کی محبت

سترها فقد سترني وقال النبي ﷺ إن فاطمة بضعة مني وهي روحي التي بين جنبي يسوءني ما ساءها ويسرني ما سرها واعتقادنا

اس نے میرے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ فاطمہ میری وہ روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ جو چیز اس کو رنج پہنچائے وہ مجھے رنج پہنچاتی ہے اور جو چیز اس کو مسرور و شادکام کرے وہ مجھے مسرور و شادکام کرتی ہے

لازم ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ اصحاب رسول متبعین رسول ہیں۔ اور آپ کی اتباع کرنے والے محبوب خدا ہیں۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ واضح ہے کہ محبوب خدا کی محبت ہر اس بندہ پر جو خدا سے عقیدت رکھتا ہے واجب ہے مختصر یہ ان دونوں سے واضح ہو گیا کہ حقیقی اصحاب رسول ہیں ان کی محبت جزو ایمان ہے۔ ان کی محبت کے بغیر کوئی شخص درجہ ایمان پر فائز ہو ممکن نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ محقق شیخ بہائی اپنے رسالہ اعتقادات امامیہ میں تحریر فرماتے ہیں ونعتقد وجوب محبة اصحاب الرسول الذين ماتوا على ما كانوا عليه في زمانه ولم يغيروا او اعتزلوا بعده وكانوا انصارا وما وصاحبوا حال حياته ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان اصحاب رسول کی محبت واجب ہے جو آنحضرت کی وفات پر قائم رہے اور ان کی وفات کے بعد ان کے اطاعت پر رہے ان کی محبت فرض ہے۔ یہی شیعیان حیدر کرار کا عقیدہ و ایمان ہے۔ وہ محبت اصحاب رسول ان کے لئے واجب ہے آئمہ اطہار کی تقلید میں اپنا ایمان و عقیدہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السلام کے صحیفہ کاملہ میں ایک دعا مخصوص اصحاب رسول کے لئے موجود ہے۔ اس دعا کا عنوان یہ ہے۔ وکان من دعائہ علیہ السلام فی الصلوۃ علی اتباع الرسل ومصدقیہم۔ اس دعا میں آپ فرماتے ہیں۔ اللہم واصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرہ وکانفوہ واسرعوا الی وفادتہ وسابقوا الی دعوتہ۔ یا اللہ خاص کر حضرت رسول کے ان صحابہ کرام کو تو اپنی رحمت فرما جنہوں نے پوری طرح انہوں نے آپ کا اچھا ساتھ دیا اور آپ کی نصرت میں خوب جہاد کیا۔ اور جناب کی مدد کی۔ اور ان کی دعوت قبول کرنے میں سبقت کی۔

ظاہر ہے کہ حضرات شیعہ آل محمد کی محبت کے ساتھ ان کی اتباع و اقتدا کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کو عترت کی اطاعت جانتے ہیں۔ نیز وہ یہی بھی ہے آئمہ کی اتباع سے صحابہ کرام کے لئے دعائے خیر کرنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اللہم اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان بعد ازیں بھی جو یہ کہتا ہے کہ شیعہ اصحاب رسول سے دشمنی کرتے ہیں۔ اور ان کو سب و شتم کرتے ہیں۔ افترا پردازی و بہتان تراشی کرتا ہے۔ یا وہ شیعوں کے عقائد و اطلاعہ سے ناواقف ہے و ختم الکلام

في البرائة انها واجبة من الاوثان الاربعة يغوث ويعوق ونسر وهبل ومن الانداد الاربعة	برأت کے متعلق ہمارا اعتقاد ہے کہ چار بتوں سے برأت واجب ہے اور وہ یہ ہیں۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر اور ہبل۔ اسی طرح ان چار اصنام سے بھی بیزاری لازم ہے۔ جنہیں خدا کا مثل سمجھا جاتا ہے۔

صحابہ رسولؐ میں ہر قسم کے لوگ موجود تھے

اور چونکہ کتب سیر و تواریخ بلکہ خود قرآن کریم اور احادیث سید المرسلین سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رسول میں کچھ قاتل کچھ مقتول کچھ ظالم کچھ مظلوم کچھ عادل اور کچھ غیر عادل کچھ مومن کچھ منافق کچھ ثابت و مستقیم اور کچھ مذبذب و مرتاب۔ غرض کہ اصحاب رسولؐ میں ہر قسم و قماش کے لوگ موجود تھے۔ خلاصہ یہ کہ شیعہ مذہب اس بات کا قائل ہے کہ ان مختلف طبقات کو ایک لاٹھی سے ہانکنا اور سب کو عادل اور سب کو معصوم قرار دینا۔ سب سے یکساں محبت و مودت کرنا سب کو اپنا پیر و مرشد جاننا عقل سلیم و طبع مستقیم بلکہ علم عظیم اور قواعد شرعیہ کے خلاف ہے۔ بقول جامی

ہر کہ دو رنگے بصیرہ نداشت ۔ دیدن دو رنگے بلی سو نداشت

بعض منصف مزاج علمائے اہل سنت کو بھی بادل نخواستہ ان حقائق کا اقرار کرنا پڑا ہے چنانچہ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں تحریر فرماتے ہیں۔ ان ما وقع بين الصحابة من المحاربات والمشاجرات على الوجه المسطور في كتب التواريخ والمذكور على السنة الثقات يدل بظاهره على ان بعضهم قد حاد عن طريق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وكان الباعث عليه الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملك والرياسة والميل الى اللذات والشهوات اذ ليس كل صحابي معصوما ولا كل من لقي النبي بالخير موسوما (شرح مقاصد) صحابہ میں جو جنگ و جدال اور مشاجرات واقع ہوئے جیسا کہ کتب تاریخ میں درج اور ثقہ حضرات کی زبانوں پر جاری ہیں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ راہ راست سے منحرف ہو گئے اور ظلم و جور اور فسق و فجور کی حد تک پہنچ گئے اور ان امور کا سبب دلی کینہ و عناد اور حسد و لداد و طلب ملک و ریاست اور لذات و شہوات کی طرف میلان تھا اس لئے کہ ہر صحابی معصوم نہیں ہوتا۔ اور ہر وہ شخص جس کو آنحضرتؐ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے وہ خیر و خوبی کے ساتھ موسوم نہیں ہوتا۔ اسے کہتے ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیث دیگراں

حدیث اصحابی کالنجوم وضعی ہے

انہی حقائق سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حدیث جو برادران اسلامی کے ہاں بہت مشہور ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اصحابی کالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم۔ بالکل جعلی و وضعی ہے۔ اور رب مشہور لا اصل له کا مصداق ہے۔ کیونکہ ہر صحابی کی اقتدا باعث رشد و ہدایت نہیں ہو سکتی ہے